مقدر کر لیتے۔ آپ جانوروں کا چارہ خود اپنے ہاتھ سے ڈالتے اونٹ کو خود باندھتے دودھ دوھتے غلام کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھا لیتے۔ خادم کے کاموں میں خود مدد کرتے بازار سے خود سودا جاکر خرید لیتے، ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو سلام کرتے۔ حضرت زید جو آنحضرتؐ کے پاس رہتے تھے بیان کرتے ہیں کہ جب میں کوئی کام کرتا تو آنحضرتؐ میرے کام میں مدد کرتے مجھے زیادہ کام کرنے سے منع فرماتے آپ جب کسی غزوے میں جاتے تو باری باری اونٹ پر چڑھتے اور جب آپکی باری پیدل چلنے کی ہوتی تو آپ پیدل چلتے اور یہ صحابہ کو شاق گذرتا مگر آپ انصاف و عدل ہی سے کام لیتے ایک مرتبہ ایک یہودن نے کھانے میں زہر ملاکر آنحضرتؐ کو کھلا دیا جس کے باعث آپ کو بہت دنوں تک تکلیف ہوتی رہی۔ مگر آپ نے اپنی زبان سے اُف تک نہ کیا۔ آج ضرورت ہے کہ ہم بھی ان اخلاق و عادات کے پابند ہو کر دنیا کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیں۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے اصلی خدوخال

(از جناب ایس ایم شوکت اللہ صاحب محسن پرتابگڈھی)

آجکل ہندوستان کے اسکولوں اور کالجوں میں اسلامی تاریخ کی جو کتابیں مروج ہیں ان کے لکھنے والے یا تو وہ کم علم سیاح ہیں جنھیں تاریخ سے کچھ تعلق نہیں ہے یا وہ متعصب ہندو مصنفین ہیں جو اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں کہ جہانتک ہو سکے مسلمان امرا و سلاطین کو بدنام کیا جائے۔ اگرچہ ہر اسلامی فرمانروا ان کا کشتۂ ناز بن چکا ہے اور کوئی ایسا نہیں جو ان کے ترکش سے نکلے ہوئے تیروں سے محفوظ ہو لیکن اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ ان میں سب سے زیادہ مشق ستم بنائے گئے۔

انگریزوں نے اپنی مصنفہ کتابوں میں کوئی ایسا الزام نہیں چھوڑا جو اس عادل حکمراں پر نہ لگایا ہو ان کی کتابیں کذب خدع و دجل اتہام و افترا کے پشتارے ہیں۔

لالہ جی کا جی جب سود کے بہی کھاتوں کو دیکھتے دیکھتے گھبرا گیا تو وہ تاریخ لکھنے بیٹھ گئے لیکن وہ قلم جو کہ ایک کو ایک ہزار، ایک ہزار کو لاکھ، لاکھ کو دس لاکھ بنانے کا عادی ہو وہ کیونکر حق و صحیح چیز لکھیگا وہ ہمیشہ جھوٹ لکھتا رہا ہے اس لئے یہاں پر بھی جھوٹ لکھنے سے باز نہ رہا۔ پھر وہ بنیا بنیا ہی کیا جو کوئی کام بغیر اپنا فائدہ سوچے ہوئے کرلے یہ روپیہ قرضہ دیتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ انھیں لوگوں سے ہمدردی ہے بلکہ دوسرے کا خون چوس کر اپنی تجوری بھرنا چاہتے ہیں اور تاریخ لکھنے بیٹھے تو یہ سوچکر نہیں کہ ملک و قوم کی کچھ خدمت کریں بلکہ انھوں نے تو اوم لکھنے کے بعد ہی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر میں کوئی ایسا الزام چھوڑ دوں جو کہ مسلمان سلاطین پر نہ لگاؤں تو مجھ پر پوری گچوری حرام۔ سرجدو ناتھ سرکار بنگال کے مشہور لوگوں میں سے ہیں انھوں نے حضرت عالمگیر رحمہ اللہ کی سیرت بیس سال

[redacted]

کی محنت شاقہ کے بعد مرتب کرکے شائع کی ہے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ شاید یہ محققانہ اور اغلاط سے پاک کتاب ہوگی مگر وہ اپنی بنیائیت کیونکر چھوڑ سکتے تھے چنانچہ انھوں نے بھی نہایت فحش الزامات لگائے اور اس کی نہایت ہی گھناؤنی تصویر پیش کی۔ ان لوگوں کی اسی ذہنیت اور حالت کا خاکہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے اپنے حسب ذیل شعر میں کھینچا ہے ؎

تمہیں لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا ٭ کہ عالمگیر ہندو کش تھا ظالم تھا ستمگر تھا

آج کی اس مختصر نشست میں میں انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے چند اس قسم کے واقعات پیش کرونگا جن کی روشنی میں عالمگیرؒ کے اصلی خدوخال آسانی سے دیکھے جاسکیں۔ کرنل ڈی۔ سی۔ فلٹ۔ انگلستان کے ایک بہت ہی مشہور و معروف مستشرق ہیں انھوں نے حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا ایک منشور شائع کیا ہے جو کہ اعلیحضرت کی جانب سے بنارس کے ناظم ابوالحسن کے نام ہے۔ اس منشور کے پڑھنے سے یہ چیز بالکل عیاں ہوجاتی ہے کہ عالمگیر درحقیقت انسانیت کی صحیح تفسیر تھا اور اخلاق کے لئے ایک بہترین شاہراہ عمل چھوڑ گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے لازمی طور پر یہی نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ وہ ہندوؤں کا صحیح معنوں میں خیرخواہ اور بھلائی چاہنے والا تھا۔ اس کی دلی خواہش تھی کہ ہندو رعایا کامل امن و امان اور مکمل آسائش و راحت کے ساتھ زندگی بسر کرے وھوھذا۔

شریعت غرا کے مقدس قانون کے مطابق گو نئے مندر نہیں بنائے جاسکتے مگر پرانے مندروں کو توڑا بھی نہیں جاسکتا ہمارے گوش گذار یہ خبر ہوئی ہے کہ بعض عمال از راہ جبر و تعدی قصبہ بنارس اور اس کے آس پاس کے دوسرے مقامات کے ہندوؤں اور برہمنوں پر جو قدیم بت خانوں کے پروہت ہیں تشدد کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ برہمنوں کو ان کی پروہتی سے الگ کردیں جس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا کہ یہ بیچارے پریشان ہوکر مصیبت میں مبتلا ہوجائیں اس لئے تمکو (ابوالحسن) کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی ایسا انتظام کرو کہ کوئی شخص تمہارے علاقہ کے برہمنوں اور دوسرے ہندوؤں کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ کرے اور ان کی تشویش کا باعث نہ ہو۔ تاکہ یہ جماعت بدستور سابق اپنی اپنی جگہ پر اور اپنے منصبوں پر قائم رہ کر اطمینان قلب کے ساتھ ہماری دولت خداداد کے حق میں مصروف دعا رہے۔ اس باب میں تاکید مزید جانو۔ ۱۵ رجمادی الثانی ۱۰۶۹ھ

اکتوبر ۱۹۱۱ء میں اسی مشہور مستشرق کو بنارس جانے کا اتفاق ہوا جہاں پر کہ انھیں حضرت عالمگیر رحمہ اللہ کے محررہ بالا فرمان کی عکسی نقل ہاتھ آگئی یہ فرمان اعلیحضرت نے حاکم بنارس ابوالحسن کے نام لکھا تھا اس فرمان کی بیجان و بوسیدہ سطریں علی الاعلان ببانگ دہل اس چیز کا اعلان کر رہی ہیں کہ یہ سطریں کسی ظالم و جابر کی لکھی ہوئی نہیں ہیں بلکہ ان کا لکھنے والا کوئی منصف و رعایا پرور حکمراں ہے اس عام شہرت کی بنا پر جو کہ عامۂ ہنود میں مشہور ہے یہ ایک بالکل نئی اور ناظر کے دل میں شک و شبہ کا طوفان برپا کردینے والی چیز تھی۔

ہندوؤں نے اورنگ زیبؒ کو ہمیشہ بدنام کیا ہے اور اس کے ظالم و جابر ثابت کرنے کیلئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگاتے رہے ہمیشہ اس پر ایک نہ ایک نیا اعتراض کیا جاتا رہا ہے کبھی کہا گیا کہ اورنگ زیب نے ان کے منادر

منہدم کردیئے کبھی بتوں کا توڑنے والا مشہور کیا گیا۔ کسی نے کہا کہ سوا من زنار جلائے بغیر اس کا کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا تھا اس نے ان پر جزیہ لگایا اور انھیں فنا کرنے کی کوشش کی بنارس بھی ہندوؤں کا بہت ہی مشہور مقام تھا اور اورنگ زیب اس کی عظمت کو کس طرح دیکھ سکتا تھا چنانچہ اس نے دوسرے بہت سے مقامات کی طرح وہاں پر بھی منا در کو منہدم کرکے اس کے کھنڈرات پر مساجد تعمیر کی۔ کرنل ڈی سی فلٹ نے بھی یہ افسانے سنے تھے پس اگر کوئی اس فرمان عکسی کی نقل کو فرضی سمجھے تو کوئی مقام تعجب نہیں کیونکہ اورنگ زیب کا نام آتے ہی ایک ظالم وجابر شخص کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتی ہے اور یہ سطریں بتلا رہی تھیں کہ ان سطروں کا لکھنے والا ظالم وجابر نہیں بلکہ منصف وعادل اور انتہائی درجہ کا رعایا پرور حکمراں تھا۔ اور پھر کرنل ڈی سی فلٹ ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتے تھے جو کہ تاریخ لکھتے وقت خصوصاً اسلام اور مسلمان کی تاریخ لکھتے وقت تعصب کی عینک لگا لیتی ہی چنانچہ کرنل موصوف بغرض تحقیق دوبارہ بنارس گئے اور خانبہادر شیخ محمد طیب صاحب کوتوال شہر کی امداد واعانت سے اصل فرمان کو بھی ملاحظہ کرلیا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بصیرت افروز منشور کے شان نزول پر خانبہادر شیخ محمد طیب صاحب کوتوال شہر نے جو مورخانہ روشنی ڈالی ہے اسے بھی نقل کردیا جائے تاکہ شک وارتیاب کی دنیا سے نکل کر عالم حقیقت میں آجائیں۔

خان بہادر صاحب فرماتے ہیں کہ بنارس کے محلہ سنگا گوری میں گوپی اپادھیا نامی ایک برہمن رہتا تھا جسے گذرے ہوئے پندرہ سال ہوئے ہیں۔ اس کی یادگار صرف ایک نواسہ مسمی منگل سنگھ پانڈے ہے اور وہ بھی محلہ سنگا گوری ہی میں رہتا ہے۔ نانا کے انتقال پر دوسرے خاندانی کاغذات کے ساتھ شہنشاہ اورنگ زیب کا یہ فرمان بھی اسے ترکہ میں ملا۔ ماہ اپریل ۱۹۰۵ء کو منگل سنگھ پانڈے نے بنارس کے کلکٹر کی عدالت میں ایک استغاثہ دائر کیا اور میں کلکٹر صاحب کے حکم سے ابتدائی تحقیقات پر مامور تھا۔ منگل ایک گھاٹیا برہمن ہے جو گھاٹ پر بیٹھا رہتا ہے اور پجاری کی خدمات انجام دیتا ہے جو جاتری اشنان کرنے کیلئے آتے ہیں۔ انھیں پوجا کراتا ہے۔ اور پوجا کی رسموں کیلئے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ انھیں خرید کر دیتا ہے پچھلے دنوں گجرات کی بنانیاں اپنے ملک کی رسم کے مطابق گھاٹ پر دھرنا دیکر بیٹھ گئیں اور رونا وبین کرنا شروع کردیا اس سے دوسرے پجاریوں کی عبادت میں خلل پڑنے لگا۔ منگل پانڈے نے انھیں روکا کہ اگر تم یونہی روؤ چلاؤ گی تو کوئی دوسرا پجاری اس گھاٹ پر نہ آئیگا اور میرا نقصان ہوگا اس پر منگل میں اور ان بی بیوں میں تنازعہ ہوگیا اور اسے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس گھاٹ کے اس حصہ کی پروہتی کیلئے کوئی قانونی دستاویز بھی موجود ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو پیش کرو۔ اس مطالبہ کے جواب میں اس نے اور اس کے نوکر بابو نند نے متعدد کاغذات مجھے دکھلائے اور شہنشاہ اورنگ زیب کا فرمان بھی انھیں میں موجود تھا یہ فرمان اب بھی اس کے قبضہ میں موجود ہے۔"

ان حقیقت افروز تصریحات کے بعد کرنل فلٹ کے سارے شکوک وشبہات کافور ہوگئے اور فرمان کو اور اس کی پشت پر شہزادہ معظم کی مہر دیکھکر انھیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ فرمان اورنگ زیب ہی کا جاری کردہ ہے۔

تعصب کی پٹی کھول دو اور دیکھو کہ یہ تصویر اس اورنگ زیب کی ہے جس کے نام کے ساتھ تم ہندوکش لکھنا بھی ضروری سمجھتے ہو۔ آؤ اب ہم اس کا اصلی خط بھی لکھ رہے ہیں اسے دیکھو اور اگر قدرت کے فیاض ہاتھوں نے کچھ انصاف کا مادہ بھی رکھا ہے تو فیصلہ کرو کہ کیا وہ عالمگیر جو کہ اپنے عمال کی ادنیٰ سی دست درازی کو بھی برداشت نہیں کرسکتا وہ خود لتنے زبردست الزامات کا (جو کہ تم اسپر وارد کرتے ہو) کیونکر مورد ہو سکتا ہے۔

دعا وغیرہ کے بعد لکھتا ہے کہ وازروئے شرع شریف وملت حنیف مقرر چنین است کہ دیرہائے دیرین برانداختہ نشود وبتکدہا تازہ بنا نباید ودریں ایام معدلت انتظام بعرض اقدس داشرف واعلی رسیدہ کہ بعض مردم ازراہ عنف وتعدی بہنود سکنہ قصبہ بنارس دبرخے امکنہ دیگر کہ بنواحی آں واقع ست وجماعت برہمناں سدنہ آں محال کہ سدانت بت خانہا قدیم آنجا بآنہا تعلق دارد مزاحم ومتعرض می شوند ومی خواہند کہ اینہا را از سدانت آنکہ از مدت مدید باینہا متعلق ست بازدارند وایں معنی باعث پریشانی وتفرقہ حال ایں گروہ می گردد لہذا حکم والا صادر می شود کہ بعد از ورود ایں منشور لامع النور مقرر کنند کہ من بعد احدے بوجہ بے حساب تعرض وتشویش باحوال برہمناں ودیگر ہنود متوطنہ آں محال نرسانند تا آنہا بدستور ایام پیش بجا ومقام خود بودہ وبجمعیت خاطر بدعا بقائے دولت خداداد ابد مدت ازل بنیاد قیام نمایند۔ دریں باب تاکید دارند

بتاریخ ۱۵ ارشہر جمادی الثانیہ ۱۰۶۹ھ نوشتہ شدہ (باقی)

مسلمانوں کے علمی عملی اقتصادی افلاس کا ماتم

(از مولوی محمد اقبال صاحب گونڈوی متعلم جماعت پنجم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

خدا نے آجتک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ✤ نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

دنیا تغیر وتبدل کا گہوارہ ہے یہاں کسی چیز کو قرار نہیں اس کے اوقات بہت تیزی سے گذرتے چلے جارہے ہیں وہ جگہ جہاں کسی وقت سمندر کی لہریں اٹھا کرتی تھیں کچھ دنوں کے بعد وہاں شہر آباد ہوگئے ہزاروں گدا بادشاہ بن گئے سینکڑوں بادشاہ بھیک مانگنے لگے۔ غرضکہ ہر ایک چیز میں انقلاب پیدا ہوتا رہتا ہے لیکن مسلمانوں کی حالت میں جس طرح انقلاب آیا وہ بہت عجیب ہے یہ افسانہ بہت ہی عبرت خیز ہے جس طرح انھوں نے نہایت تیزی سے ہفت اقلیم کو تسخیر کیا تھا بعینہ اسی طرح آج نیچے جارہے ہیں ان کا ستارہ اقبال ثریا سے بھی بلند تھا لیکن اب بیحد گری ہوئی حالت میں ہیں آج ان میں نہ علم موجود ہے نہ عمل ان کے عقلی واقتصادی افلاس کا ماتم کیا جارہا ہے آہ! وہ مسلمان جن کی ہیبت سے شیروں کے کلیجے دہل جاتے تھے ان کے لئے یہ مہیب صدائیں آتی ہیں کہ "مسلمان کو ہندوستان میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں" یہ وہی مسلمان ہیں ؎